سوال

(149)بیمہ کمپنی سے زندگی کا بیمہ کرانا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بیمہ کمپنی سے زندگی کا بیمہ کرانا جائز ہے۔ یا ناجائز جس کی صورت یہ ہوتی ہے۔ کہ ایک میعاد مقررہ تک ماہواری ایک رقم مقررہ کمپنی کو ادا کرنی پڑتی ہے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر بیمہ کرانے والا فوت ہو جائے گا۔ تو رقم مقررہ پوری جس رقم کا بیمہ کرایا ہے۔ وارثان کو مل جائے گی۔ اور اگر میعاد مقررہ تک زندہ رہا تو بعد گزرنے معیاد کے جمع شدہ رقم جو اس عرصہ میں ادا کی ہے۔ مع نفع کے مل جائے گی۔ کیا شرع شریف میں ایسا بیمہ کرانا جائز ہے۔ ؟ (محمد امین کلکتہ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سوال میں مع نفع کا لفظ تشریح طلب ہے۔ جہاں تک ہمیں ان کمپنیوں کے قواعد کا علم ہے۔ نفع کا ذکر نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک مقررہ رقم ہوتی ہے۔ مثلا ہزار یا لاکھ کا بیمہ ہوتا ہے۔ بیمہ کی رقم ماہوار یا ہر سہ ماہ بعد ادا کی جاتی ہے۔ اس ادائیگی کی میعاد مقرر ہوتی ہے۔ دیتا دیتا مرجائے تو مقررہ رقم اس کے وارثوں کو مل جاتی ہے۔ میعاد تک زندہ رہے تو خود لے سکتا ہے۔ اس کی بناء دراصل ہمدردی پر ہوتی ہے۔ یعنی بیمہ کرانے والا اگر مرجائے تو اس کے وارثوں کو ایک معقول رقم مل سکے اس لئے میں اس کو جائز جانتا ہوں۔ انما الاعمال بالنیات

(13جمادی الثانی سن46ھ)

فی الواقع اگر بیمہ کمپنیوں کے قواعد وضوابط میں خط کشیدہ دفع ہو تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس صورت میں مفتی مجیب کے نزدیک بھی یہ چیز جائز نہیں جیسا کہ آپ مرقومہ جواب سے مترشح ہوتا ہے۔ (مولف)

شرفیہ

بیمہ زندگی یہ ہے کہ مثلا ایک شخص بیمہ کمپنی سے پانچ ہزار روپے کا بیمہ کراتا ہے۔ کہ میں پانچ یا دس سال یا کچھ کم وبیش مدت میں یہ رقم مذکور قسطوں سے ادا کرتا رہوں گا۔ مثلا بیس پچیس روپیہ ماہوار یا سہ ماہی وغیرہ پھر بعد میعاد مذکور واوائے رقم مذکورہ مجھ کو وہ میرا روپیہ یا رقم مذکور سب کی سب معہ سود مثلا بجائے پانچ ہزار کے معہ سود چھ یا سات ہزار دیں گے۔ اور اگر میں مدت میعنہ مذکورہ میں قبل ادا کرنے رقم مذکور کے مرگیا تو میرے وارث کمپنی سے پورے پانچ ہزار روپیہ وصول کرلیں گے۔ اور کمپنی کو دینی واجب ہوگی۔ اگرچہ میں نے بجائے پانچ ہزار کے ایک ہی قسط بیس یا پچیس روپے ادا کی ہو۔ اور کمپنی اس قسم سے جو بیمہ والوں سے لیتی ہے۔ تجارت کرتی ہے پھر تجارت سے جتنا نفع ہوتا ہے۔ حساب کرکے بیمہ والوں کو اس کا سود دیتی ہے۔ اور کمپنی کا کاروبار سود کا ہوتا ہے۔ اب واضح ہوا کہ اس بیمہ کی حرمت کے دلائل یہ ہیں اول یہ کہ یہ سود کا معاملہ ہے۔ لہذا قطعا حرام ہے۔ اس لئے کہ اس میں خطرہ ہے۔ کیا معلوم کے بیمہ والا مدت مذکورہ میں زندہ رہے گا۔ یا نہیں رقم ادا کرے گا۔ یا نہ اگر مرگیا تو جوا ہوا اگر زندہ رہا اور رقم ادا کی تو سود کھا ئیگا۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا!وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَوٰا پ3ع6ایک اور جگہ اللہ نے فرمایا۔ يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَآ إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَٰفِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَآ أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا پ2ع11 ٢١٩ ایک اور

جگہ اللہ نے فرمایا !يَٰٓأَيُّهَا لَّذِينَ ءَامَنُوٓا إِنَّمَا لۡخَمۡرُ وَ لۡمَيۡسِرُ وَ لۡأَنصَابُ وَ لۡأَزۡلَٰمُ رِجۡسٌ پ 7ع 2

وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن الخمر والمیسر والکوبۃ والبجیر وقال کل مسکر حرام (مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 318)

سوم یہ کہ تعاون علی الاثم ہے۔

تَعَاوَنُوا عَلَى البر والتقوي وَلَاتَعَاوَنُوا عَلَى لۡإِثۡمِ وَ لۡعُدۡوَٰنِ

(پ6ع 5) لعل فیہ کفایۃ لمن لہ درایۃ

(ابو سیعد شرف الدین دہلوی) (فتاوی ثنائیہ۔ جلد 2۔ صفحہ۔ 150)

تشریح

از قلم حضرت العلام مولنا عبید اللہ صاحب شیخ الحدیث مبار کپوری

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 14 ص 126-127

محدث فتویٰ